17

محترم جناب مفتی صاحب مدظلہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

درج ذیل سوالات میں رہنمائی فرما کر مشکور فرمائیں۔

۱۔ متوسط طبقہ میں بیٹی اور بہو کی شادی کے موقعہ پر ۲۵ گرام تا ۳۵ گرام سونے کا سیٹ ڈالا جاتا ہے۔ بہو بیٹی جب گھر آتی ہے تو سسرالی کے نام اسے کچھ پیسے دیئے جاتے ہیں اور سب استطاعت جاندی کا کوئی پلیٹ یا ٹرے انگوٹھی سہیلیاں وغیرہ دیتی ہیں۔ اسطرح بہو صاحب نصاب ہو جاتی ہے پیسے تو اتنے ہوتے ہیں کہ اس سے قربانی فرض ہی جا سکے۔ خاوند اور سسرال والے اس پوزیشن میں ہوتے ہیں کہ انکی مدد کریں۔ ایک ہی صورت رہ جاتی ہے کہ سیٹ بیچ کر قربانی کی جائے۔

میری بہو نے اپنے کل پیسے خاوند کو دے دیئے۔ رات کو کچھ مہمان آئے اور بہو کو ۵۵۰ روپے عیدی دے گئے اسطرح وہ پھر صاحب نصاب ہوگئی ہر دفعہ بہو سے پیسے لیتے ہوئے بھی اچھا نہیں لگتا اور سیٹ بیچا نہیں جاسکتا۔ اس صورت میں کیا کیا جائے۔

۲۔ میں نے لکھا تھا "میں اہل بیت کے بارہ ائمہ کے بارے میں مختصر مگر مستند مطالب پڑھنا چاہتا ہوں۔ کسی کتاب کے بارے میں رہنمائی فرمائیں۔

آپ نے جواب میں "عقیدہ امامت اور حدیث غدیر" تحریر حضرت مولانا مفتی محمود اشرف عثمانی دامت برکاتہم کا مطالعہ مفید بتایا۔

کتب مارکیٹ سے معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ یہ کتاب بین (Ban) ہے

صفحہ الٹائیں

Scanned by CamScanner

۳۔ کیا غیر مسلموں کی غیبت کا جواب دینا ہوگا۔ اگر دینا ہوگا۔
تو کن الفاظ میں ذکر و دعا کی جائے کہ یہ وبال مجھ دنیا میں
ختم ہو جائے۔

دعاؤں کا طالب
بابر کرشنہ

Scanned by CamScanner

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱)۔۔۔ قربانی واجب ہونے میں یہ تفصیل ہے کہ قربانی کے تین دنوں میں (یعنی دس ذوالحجہ کی صبح صادق سے لیکر بارہ ذوالحجہ کے غروبِ آفتاب تک) اگر کسی کی ملکیت میں ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس قدر چاندی کی مالیّت کے برابر نقد رقم یا اتنی مالیّت کا مالِ تجارت یا دوسری غیر ضروری اشیاء ہوں (مثلاً ٹی وی وغیرہ یا ایسا گھریلو سامان جو روزمرہ کے استعمال میں نہ آتا ہو) یا کچھ سونا اور کچھ چاندی، کچھ مالِ تجارت اور کچھ ضرورت سے زائد گھریلو ساز وسامان جن کی مجموعی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیّت کے برابر یا زیادہ ہو موجود ہو، تو اس پر قربانی واجب ہو جاتی ہے۔ جہاں تک صورتِ مسئولہ میں حرج اور دشواری کا ذکر کیا گیا ہے تو اس صورتِ حال سے متعلق دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی میں تحقیق جاری ہے۔ البتہ فی الحال دارالافتاء سے یہ فتویٰ جاتا ہے کہ اگر کسی شخص کی ملکیت میں قربانی کے تین دنوں میں (یعنی دس ذوالحجہ کی صبح صادق سے لیکر بارہ ذوالحجہ کے غروبِ آفتاب تک) نصاب سے کم سونا ہو اور اس کے پاس چاندی یا مالِ تجارت بالکل نہ ہو اور اس کے پاس موجود رقم بھی ایامِ قربانی سے پہلے یا ایام قربانی کے دوران کسی ضرورت میں خرچ ہو جائے یا وہ گھریلو ضروریات میں خرچ کر دے مثلاً نقد رقم سے اشیاء ضرورت خرید لے تو اس پر قربانی واجب نہ ہو گی۔ (مستفاد من التبویب ۱۹۰۱/۲۴)

الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) – (٦ / ٣١٦)

(قوله إلى آخر أيامه) دخل فيها الليل وإن كره كما يأتي، وأفاد أن الوجوب موسع في جملة الوقت غير عين. والأصل أن ما وجب كذلك يتعين الجزء الذي أدى فيه للوجوب أو آخر الوقت كما في الصلاة وهو الصحيح وعليه يتخرج ما إذا صار أهلا للوجوب في آخره، بأن أسلم أو أعتق أو أيسر أو أقام تلزمه، لا إن ارتد أو أعسر أو سافر في آخره، ولو أعسر بعد خروج صار قيمة شاة صالحة للأضحية دينا في ذمته، ولو مات الموسر في أيامها سقطت، وفي الحقيقة لم تجب،

(۲)۔۔۔ یہ کتاب مکتبہ جامعہ دارالعلوم کراچی نے طبع کی تھی، اُن سے قیمتاً خریدی جاسکتی ہے۔

(۳)۔۔۔ غیر مسلم اگر ذمی (وہ کافر جو اسلامی ملک میں رہتے ہیں) یا مستامن (وہ کافر جو اسلامی ملک میں ویزہ لے کر آیا ہو) ہو تو اس کی غیبت ناجائز ہے، اور اگر وہ حربی ہو تو اگرچہ اس کی غیبت کرنا مباح

(جاری ہے۔۔۔)

Scanned by CamScanner

ہے، لیکن وقت کے ضیاع کا سبب ہونے کی وجہ سے بعض علماء کرام نے اسے مکروہ کہا ہے، لہٰذا اس سے احتراز ہی بہتر ہے۔ (مستفاد من التبویب ۱۰۷۳/۷)

غیر مسلم (ذمی اور مستامن) کی غیبت سرزد ہونے کی صورت میں اس کا کفارہ یہ ہے اگر اُس غیر مسلم کو اس غیبت کا علم ہو جائے تو اس سے معافی مانگ لی جائے خواہ اس سے ملاقات کر کے یا فون کے ذریعہ، اور اگر اسے غیبت کا علم نہ ہو تو اس غیبت سے توبہ اور استغفار ہی کافی ہے۔

تفسير الألوسي – (١٩ / ٢٨٧)

وسئل الغزالي عن غيبة الكافر فقال : هي في حق المسلم محذورة لثلاث علل الإيذاء . وتنقيص خلق الله تعالى . وتضييع الوقت بما لا يعني ، والأولى تقتضي التحريم ، والثانية الكراهة ، والثالثة خلاف الأولى . وأما الذمي فكالمسلم فيما يرجع إلى المنع عن الإيذاء لأن الشرع عصم عرضه ودمه وماله وقد روى ابن حبان في «صحيحه» أن النبي صلى الله عليه وسلم قال : " من سمع يهودياً أو نصرانياً فله النار " ومعنى سمعه أسمعه ما يؤذيه ولا كلام بعد هذا في الحرمة . وأما الحربي فغيبته ليست بحرام على الأولى ونكره على الثانية وخلاف الأولى على الثالثة ، وأما المبتدع فإن كفر فكالحربي وإلا فكالمسلم؛ وأما ذكره ببدعته فليس مكروهاً .

الموطأ – رواية محمد بن الحسن – (٣ / ٤٦٢)

أخبرنا مالك أخبرنا الوليد بن عبد الله بن صياد أن المطلب بن عبد الله بن حنطب المخزومي : أخبره أن رجلا سأل رسول الله صلى الله عليه و سلم ما الغيبة ؟ قال رسول الله صلى الله عليه و سلم : أن تذكر من المرء ما يكره أن يسمع قال : يا رسول الله وإن كان حقا ؟ قال رسول الله صلى الله عليه و سلم : إذا قلت باطلا فذلك البهتان

قال محمد : وبهذا نأخذ . لا ينبغي أن يذكر لأخيه المسلم الزلة تكون منه مما يكره فأما صاحب الهوى المتعالن بهواه المتعرف به والفاسق المتعالن بفسقه فلا بأس أن تذكر هذين بفعلهما . فإذا ذكرت من المسلم ما ليس فيه فهو البهتان وهو الكذب

قوله : أن تذكر أي هو ذكرك من المرء مسلما كان أو كافرا بالغا كان أو صبيا متقيا كان أو فاجرا سواء كان الذكر كتابة أو نطقا أو رمزا أو إشارة أو محاكاة ونحو ذلك لكن يشترط أن يكون في الغيبة فإن كان في حالة الحضرة فهو ليس بغيبة بل من أنواع السب مشافهة . ما يكره أن يسمع أي شيئا يكرهه ويحزن منه إن سمعه المغتاب في دينه أو دنياه أو خلقه أو أهله أو خادمه أو ثوبه أو حركته أو طلاقته

(جاری ہے۔۔۔)

Scanned by CamScanner

إلى غير مما يتعلق به . وقد استثنى الفقهاء صورا (قال عيسى بن دينار : لا غيبة في ثلاث : إمام جائر وفاسق معلن فسقه وصاحب بدعة المنتقى ٧ / ٣١٢) من الغيبة حكموا بجوازها لضرورة أو لمصلحة بسطها الغزالي في " إحياء العلوم "

قوله : المسلم تقييده اتفاقي كما قيد في بعض الروايات بالأخ وإلا فالغيبة تعم الكافر وتحرم غيبة الذمي كالمسلم وفي غيبة الكافر الحربي قولان

الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) – (٦ / ٤١٠)

(قوله الغيبة أن تصف أخاك) أي المسلم ولو ميتا وكذا الذمي لأن له مالنا وعليه ما علينا، وقدم المصنف في فصل المستأمن أنه بعد مكثه عندنا سنة، ووضع الجزية عليه كف الأذى عنه وتحرم غيبته كالمسلم، وظاهره أنه لا غيبة للحربي

مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح (١٤/ ١٤٥)

ورواه عن سفيان بن عيينة غير مرفوع وهو الأشبه وعن أنس رضي الله عنه قال قال رسول الله إن من كفارة الغيبة أي بعد تحقق التوبة أن تستغفر أي أنت أيها المخاطب خطابا عاما لمن اغتبته تقول بدل أو بيان أو حال اللهم اغفر لنا أي إذا كانوا جماعة أو لنا معشر المسلمين عموما وله أي لمن اغتبته خصوصا والظاهر أن هذا إذا لم تصل الغيبة إليه وأما إذا وصلت إليه فلا بد من الاستحلال بأن تخبر صاحبها بما قال فيه ويتحللها منه فإن تعذر ذلك فليعزم على أنه متى وجده تحلل منه فإذا حلله سقط عنه ما وجب عليه له من الحق فإن عجز عن ذلك كله بأن كان صاحب الغيبة ميتا أو غائبا فليستغفر الله تعالى والمرجو من فضله وكرمه أن يرضى خصمه من إحسانه فإنه جواد كريم رؤوف رحيم

وحاشية ابن عابدين (١ / ٣٠٤):

(قَوْلُهُ وَإِلَّا شُرِطَ بَيَانُ كُلِّ مَا اغْتَابَهُ بِهِ) أَيْ مَعَ الِاسْتِغْفَارِ وَالتَّوْبَةِ وَالْمُرَادُ أَنْ يُبَيِّنَ لَهُ ذَلِكَ وَيَعْتَذِرَ إلَيْهِ لِيَسْمَحَ عَنْهُ بِأَنْ يُبَالِغَ فِي الثَّنَاءِ عَلَيْهِ وَالتَّوَدُّدِ إلَيْهِ وَيُلَازِمَ ذَلِكَ حَتَّى يَطِيبَ قَلْبُهُ، ... وَقَالَ مُنْلَا عَلِيٍّ الْقَارِي فِي شَرْحِ الْمِشْكَاةِ: وَهَلْ يَكْفِيهِ أَنْ يَقُولَ اغْتَبْتُك فَاجْعَلْنِي فِي حِلٍّ أَمْ لَا بُدَّ أَنْ يُبَيِّنَ مَا اغْتَابَ قَالَ بَعْضُ عُلَمَائِنَا فِي الْغِيبَةِ إلَّا بِعِلْمِهِ بِهَا، بَلْ يَسْتَغْفِرُ اللَّهَ لَهُ إنْ عَلِمَ أَنَّ إعْلَامَهُ يُثِيرُ فِتْنَةً، وَيَدُلُّ عَلَيْهِ أَنَّ الْإِبْرَاءَ عَنْ الْحُقُوقِ الْمَجْهُولَةِ جَائِزٌ عِنْدَنَا.....والله سبحانه وتعالى اعلم.

الجواب صحيح
عبده محمود أشرف غفر الله
دار الافتاء جامعه دار العلوم كراچی
٠١/ صفر المظفر/ ١٤٤٠ھ
11/ اكتوبر/ 2018ش

محمد اويس
محمد اويس سيالكوتی كان الله له
دار الافتاء جامعه دار العلوم كراچی
٠١/ صفر المظفر/ ١٤٤٠ھ
11/ اكتوبر/ 2018ش

الجواب صحيح
محمد يعقوب عفی عنه
١٢/ ١/ ١٤٤٠ھ

Scanned by CamScanner